بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرائے پر چلنے والی کرسیوں، ٹینٹ اور برتن وغیرہ پر زکوۃ کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک عرصے سے ایونٹ مینجمنٹ (Event Management) اور ڈیکوریشن کا کاروبار کر رہا ہے۔ اس نے اس کاروبار کے لیے لاکھوں روپے کی سرمایہ کاری کر کے ڈیکوریشن کا بہت سا سامان خرید رکھا ہے، جس میں سینکڑوں کرسیاں، میز، مختلف اقسام کے ٹینٹ، پردے، برتن، لائٹس اور قالین وغیرہ شامل ہیں۔ زید کی دکان اور گودام میں موجود اس سامان کی مجموعی مالیت اس وقت تقریباً 50 لاکھ روپے ہے۔ زید نے یہ سامان کسی گاہک کو فروخت (Sale) کرنے کی نیت سے نہیں خریدا، بلکہ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے مخصوص وقت کے لیے کرائے (Rent) پر دینے کی نیت سے خریدا ہے اور تقریب ختم ہونے کے بعد سامان واپس اپنے گودام میں منتقل کر لیتا ہے، اب زکوۃ کی ادائیگی کا وقت قریب ہے۔ وہ اس الجھن کا شکار ہے کہ کیا اسے اِس پچاس لاکھ کے سامان کو بھی زکاۃ میں شامل کرنا ہوگا؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں زکوۃ کا حساب کرتے وقت ڈیکوریشن کے سامان کی اصل قیمت (50 لاکھ) کو زکوۃ میں شامل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ سامان مال تجارت نہیں اور جو سامان مال تجارت نہ ہو، اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔ مالِ تجارت وہ سامان ہوتا ہے جسے بیچنے کے لئے خریدا ہو، کرائے پر دینے کے لئے خریدے ہوئے مال کو شریعت میں مالِ تجارت نہیں کہتے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اس سامان کے ذریعے حاصل ہونے والے کرائے کی رقم قرض اور حاجت اصلیہ سے زائد ہو اور وہ خود یا دیگر اموالِ زکوٰۃ کے ساتھ مل کر نصاب یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائی جانے کی صورت میں اس رقم پر زکوۃ فرض ہوگی۔

زکوۃ مالِ تجارت پر فرض ہوتی ہے، چنانچہ سننِ ابی داوٗد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع“ ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لئے مہیا کریں۔ (سنن ابی داود، جلد 2، صفحہ 228، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”وبالحديث استدل العلماء أن المال الذي يعد للتجارة إذا بلغت قيمته نصابا تجب فيه الزكاة من أي صنف كان“ ترجمہ: اور اسی حدیث سے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ وہ مال جو تجارت کے لیے تیار کیا گیا ہو، جب اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، خواہ وہ کسی بھی قسم سے ہو۔ (شرح سنن ابی داوٗد للعینی، جلد 6، صفحہ 219، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

بدائع الصنائع میں ہے : ”أموال الزكاة أنواع ثلاثة أحدها: الأثمان المطلقة وهي الذهب والفضة، والثاني: أموال التجارة وهي العروض المعدة للتجارة، والثالث: السوائم“ ترجمہ : **زکوٰۃ کے مال کی تین قسمیں ہیں : (1) مطلق ثمن یعنی سونا چاندی (اور ہر طرح کی کرنسی)۔ (2) مالِ تجارت۔ (3) چرائی کے جانور۔** (بدائع الصنائع، جلد 2، صفحہ 16، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ڈیکوریشن کے سامان سے حاصل ہونے والے کرائے پر شرائط پائے جانے کی صورت میں زکوۃ لازم ہوگی، جیسا کہ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے : ”لا تجب الزكاة في أعيان العمائر الاستغلالية والمصانع والسفن والطائرات وما أشبهها، بل تجب في صافي غلتها عند توافر شروط النصاب وحولان الحول“ ترجمہ : **کرائے پر چلنے والی عمارتوں (پلازوں)، کارخانوں (فیکٹریوں)، بحری جہازوں، ہوائی جہازوں اوران جیسی دیگر چیزوں کی اپنی ذات (یعنی اثاثوں کی مالیت) پر زکوۃ واجب نہیں ہے، بلکہ زکوۃ ان کی خالص آمدنی پر واجب ہوگی، بشرطیکہ نصاب اورسال پورا ہونے کی شرائط پائی جائیں۔** (الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 3، صفحہ 1947، مطبوعہ دار الفکر، دمشق)

فتاوی رضویہ میں ہے ”(کرائے کے) **مکانات پر زکوۃ نہیں**، اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں، **کرایہ سے جو سال تمام پر پس انداز ہوگا اس پر زکوۃ آئے گی، اگر خود یا اور مال سے مل کر قدرِ نصاب ہو۔**“ (فتاوی رضویہ، جلد 10، صفحہ 161، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : FSD-9761

تاریخ اجراء : 09 شعبان المعظم 1447ھ/29 جنوری 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net